جنابِ سید اللہ بخش ایم۔ اے

اسلامی سوشلزم کی اصطلاح اور قرآنِ کریم

اسلام کے معاشی نظریہ کو بیان کرنے کے لئے کیا "اسلامی سوشلزم" کی اصطلاح استعمال کی جاسکتی ہے۔؟ ذیل میں اس سوال پر بڑے مؤثر اور دلنشین انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے اور یہ کہ قرآنِ کریم ایسی اصطلاحات کے بارہ میں کیا رہنمائی کرتا ہے۔؟ (سمیع الحق)

★

اصطلاحوں کے معاملے میں ہمیں محتاط رہنا چاہئے اور اسلامی حقائق و نظریات کی وضاحت کے لئے قرآنی اصطلاحات ہی کرنی چاہئیں۔ اس کی وضاحت ذرا تفصیل طلب ہے:

> غلط اصطلاحات ہمیں صداقت سے بہت دور لے جا رہی ہیں

دنیائے علم میں اسماء و اصطلاحات کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ جب ہم کسی جماعت کا کوئی نام رکھتے ہیں یا کسی علمی نظریئے کے لئے کوئی اصطلاح وضع کرتے ہیں تو وہ نام اور اصطلاح اس جماعت اور اس نظریئے کا سب سے پہلا تعارف ہوتا ہے اور سامع کے ذہن پر پہلا تاثر قائم کرتا ہے۔ اس لئے ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے کہ اصطلاح ایسی وضع کی جائے جو مفہوم کو واضح کرے، مبہم نہ ہو، اس میں کسی قسم کا اشتباہ یا التباس نہ ہو کہ ذہن کسی دوسرے مفہوم کی طرف منتقل ہو جائے اور ذہنی مغالطے پیدا ہوں۔ اسکی وجہ ہمارے تعصبات ہوتے ہیں جن کو بیکن (BACON) بتوں (IDOLS) کا نام دیتا ہے، اُن کو بُت اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ غلط تصورات پر منتج ہوتے ہیں اور ہمیں صداقت سے بہت دور لے جاتے ہیں۔ ان بتوں میں سے ایک قسم (IDOLATORI) ہے جس کے معنی ہیں بازار کے بت۔

یہ وہ ذہنی مغالطے ہیں جن کا باعث ہماری تحریر اور گفتگو میں الفاظ کا استعمال ہوتا ہے۔ الفاظ

کی غلط اور مبہم تشکیل صحت ذہن میں شدید مخل ہوتی ہیں، اس سے مطلوبہ مفہوم بگڑ جاتا ہے، فکر میں الجھاؤ اور انتشار پیدا ہو جاتا ہے اور انسان بے شمار مغالطوں اور بے سود بحثوں کا شکار بن کر رہ جاتا ہے۔ اس لئے ہر شعبۂ علم ایک نظام تسمیہ و اصطلاحات (NOMENCLATURE AND TERMINOLOGY) رکھتا ہے جو مذکورہ بالا صفات پر مشتمل ہوتا ہے۔ قرآن حکیم نہ صرف اپنا ایک نظام تسمیہ و اصطلاحات رکھتا ہے، بلکہ وضع اسماء و اصطلاحات کے لئے ہماری رہنمائی بھی کرتا ہے، کیونکہ اس کے نزدیک اسماء و اصطلاحات کی صحت اور ان کا استعمال اجتماعی زندگی کی اصلاح کا اہم پہلو ہے۔

ہم آئے دن اپنے نظریوں کی وضاحت کے لئے اصطلاحات وضع کرتے ہیں اور ان پر قائم رہتے ہیں۔ ایسی اصطلاحات میں ایک اصطلاح "اسلامی سوشلزم" ہے جو آج کل پاکستان کے ایک مخصوص گروہ کے افراد کی زبان پر ہے اور اس کے استعمال کے جواز میں وہ مختلف دلائل پیش کرتے رہتے ہیں۔ بحیثیت ایک مسلمان کے اب دیکھنا یہ ہے کہ "اسلامی سوشلزم" کی اصطلاح قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں صحیح ہے یا غلط۔؟ اس سلسلے میں قرآن حکیم کی دو آیات پیش کی جاتی ہیں جن سے ہم راہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ سورۃ البقرہ میں ہے:

یا ایھا الذین امنوا لا تقولوا راعنا و قولوا انظرنا واسمعوا ط وللکفرین

عذاب الیم۔ (البقرہ ۲ : ۱۰۴)

اے پیروانِ دعوت ایمانی! پیغمبر اسلام کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہو تو منکرین حق کی طرح یہ نہ کہو کہ "راعنا" جو مشتبہ اور مختلف معنی رکھنے والا لفظ ہے، بلکہ کہو "انظرنا" جو غیر مشتبہ لفظ ہے۔ اور پھر جو کچھ تمہیں پیغمبر اسلام کہیں اُسے توجہ سے سنو، تاکہ بار بار پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے۔ باقی رہے منکرین حق تو یاد رکھو انہیں پاداش عمل میں دردناک عذاب ملنے والا ہے۔"

یہود جب منافق کی حیثیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس میں شریک ہوتے تو حاضرین مجلس پر یہ اثر ڈالنے کے لئے کہ ہم طلب علم کا بڑا ذوق رکھتے ہیں آپ کو کہتے "راعنا"۔ "راعنا" مراعات سے امر کا صیغہ ہے اگر مخاطب، متکلم کی بات اچھی طرح نہ سن سکے یا نہ سمجھ سکے تو متکلم کو اس بات کے اعادے کے لئے کہا جاتا ہے "راعنا"۔ یعنی ہمارے ساتھ رعایت برتئے، دوبارہ اس بات کو کہئے۔ جیسے انگریزی میں "I BEG YOUR PARDON" کہتے ہیں۔ عربی میں اس مفہوم کو ادا کرنے کے لئے "انظرنا" کا لفظ بھی ہے، جو نظر سے امر کا صیغہ ہے۔ جس کے معنی ہیں، انتظار کیجئے۔ ہمیں مہلت دیجئے، ہماری طرف توجہ فرمائیے، ذرا ہمیں سمجھ لینے دیجئے ———

یہود شرارتاً "راعنا" کا لفظ استعمال کرتے تھے۔ اس لفظ کے معنی صاحب رعونت، احمق، جاہل، اور اسے ہمارے چرواہے کے بھی ہیں۔ نیز عبرانی زبان میں اس سے ملتا جلتا ایک لفظ ہے جس کے معنی ہیں "سن! تو بہرا ہو جائے" اس کے برعکس "انظرنا" میں صرف ایک مفہوم پوشیدہ ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ "راعنا" کے لفظ میں ایک سے زیادہ مفاہیم اور احتمالات پوشیدہ ہیں۔ اس لئے اس سے روکا گیا۔ اس کی بجائے "انظرنا" کے لفظ کے استعمال کی تاکید فرمائی گئی۔ ما تھ "راعنا" کے لفظ میں جو فساد کا پہلو مضمر ہے یا سوءِ استعمال سے پیدا ہو گیا ہے۔ اس سے متکلم اور سامع دونوں محفوظ رہیں۔ پھر یہ لفظ مخلصین اور منافقین کے درمیان ایک نشانِ امتیاز بھی بن گیا۔ اور صریح ممانعت کے بعد اس کے استعمال کی جسارت صرف وہ لوگ کر سکتے تھے جن کے اندر نفاق کا مرض اس قدر شدت اختیار کر چکا ہو کہ اس کو کسی صورت نہ دبا سکتے ہوں۔ مسلمان اس گستاخانہ مفہوم سے بے خبر اور خالی الذہن تھے ان کو ایسے الفاظ کے استعمال سے روکا گیا۔

پھر سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

من الذین ھادوا یحرفون الکلم عن مواضعہ ویقولون سمعنا وعصینا واسمع غیر مسمع وراعنا لیاً بالسنتھم وطعناً فی الدین۔ ولو انھم قالوا سمعنا واطعنا واسمع وانظرنا لکان خیراً لھم واقوم ولٰکن لعنھم اللہ بکفرھم فلا یؤمنون الا قلیلاً ۵ (النساء ۴ : ۴۶)

"اے پیغمبر! یہودیوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں جن کا شیوہ ہے کہ الفاظ کو ان کے اصل موقع اور محل سے ہٹا دیتے ہیں۔ اس خیال سے کہ دینِ حق کے خلاف طعن و تشنیع اور نیش زنی کریں، اور کہتے ہیں "سمعنا وعصینا، اسمع غیر مسمع" اور "راعنا" اس طرح کلام میں الٹ پھیر کرتے ہیں، اس کے معانی میں تحریف کرتے ہیں۔ ۲۔ اگر یہ لوگ راستبازی سے محروم نہ ہوتے تو ان مشتبہ اور مختلف معنی رکھنے والے الفاظ کی بجائے "سمعنا واطعنا" "اسمع" اور "انظرنا" کہتے تو یہ ان کے حق میں کہیں بہتر اور درست تھا۔

ان آیات میں بھی "سمعنا وعصینا" کا ظاہری مطلب یہ تھا کہ ہم نے آپ کا ارشاد سن لیا اور آپ کے گمراہ کن مخالف اور معاند کا قول نہیں مانا۔ لیکن اصل مطلب یہ ہوتا کہ ہم نے تمہاری بات تو سن لی، لیکن اس کے ماننے سے انکار ہے۔ اسی طرح "اسمع غیر مسمع" کا ظاہری مطلب یہ تھا کہ کوئی مخالف یا رنج دہ بات آپ کے کان میں نہ جائے۔ لیکن یہود کا اصل مطلب یہ ہوتا کہ تمہیں

کوئی اچھی بات سنائی ہی نہ دے۔ "راعنا" کی تشریح پہلے ہو چکی ہے۔ بظاہر لہجہ میں تعظیم و توقیر نظر آتی تھی لیکن زبانیں تقیہ سے کام لیتی تھیں اور دل کے بغض و عناد کو چھپائے ہوئے تھیں۔ "طعنا فی الدین" کی تصریح نے بتا دیا کہ عرب یہود کی ساری حرکتیں بے خیالی سے نہ تھیں اور نہ تفریح طبع کے طور پر تھیں بلکہ اللہ کے دین پر طعن کرنا اور اسے مجروح کرنا مقصود تھا اس لئے "المعنا" و "اسمع" "انظرنا" کے الفاظ کی تعلیم ہوئی کہ یہ الفاظ التباس کے پہلو سے خالی ہیں، اب آپ غور فرمائیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ کے استعمال سے منع فرمایا جن میں التباس کا پہلو موجود ہو۔ یہ الفاظ مختلف المعنی ہیں، ایک صحیح مفہوم ہے اور ایک ذم کا مفہوم۔

سوشلزم کی معروف حقیقت | اب مندرجہ بالا تصریحات کی روشنی میں آپ "اسلامی سوشلزم" کی ترکیب کو زیر بحث لائیں۔ "سوشلزم" سے اگر آپ کی مراد صرف "معاشی مساوات" ہے جو آپ لانا چاہتے ہیں تو یہ بھی ذہن نشین کر لیں کہ اس کا ایک دوسرا معروف مفہوم بھی موجود ہے، جس کے ساتھ کچھ ذہنی متقدمات (MENTAL ANTECEDENTS) کچھ ذہنی متلازمات (MENTAL CONCOMITANTS) وابستہ ہیں۔ یہ ایک ایسا نظام یا فلسفہ ہے جس کی بنیاد خدا، رسالت اور آخرت کے انکار پر ہے۔ ایمان باللہ، ایمان بالرسالت اور ایمان بالآخرت، قرآن حکیم کی تعلیمات کا خلاصہ ہیں، لیکن ان ہر سہ بنیادی حقائق کا انکار "معروف سوشلزم" کی بنیاد ہے بلکہ سوشلزم کے مومنین کو اس انکار پر فخر ہے اور اسی انکار کو وہ کامیابی کا ضامن خیال کرتے ہیں۔

"سوشلزم ماورائے مادہ کسی حقیقت کو نہیں مانتا۔ دنیا میں سب سے پہلا اور سب سے بڑا استبداد کا حامی خود خدا ہے۔"
(BOLISHEVISM — by EDMOND CANDLER)

لینن کا خدا کے متعلق تصوّر یہ ہے:

"سرمایہ داری کی غیر مرئی قوتوں نے ذہن انسانی میں ایک ڈر کی صورت پیدا کر دی ہے جس سے ایک حاکم اعلیٰ کے تخیل کی بنیاد پڑی، اسے انسان نے خدا کے نام سے پکارنا شروع کیا لہٰذا جب تک خدا کا تصوّر ذہن انسانی سے فنا نہ کر دیا جائے یہ لعنت کسی طرح دور نہیں ہو سکتی۔"

(HAMMER AND SICKLE — by MARKS PATRICK)

"ان (اشتراکیین) کے نزدیک زندگی صرف اسی دنیا کی ہے، اس کے بعد وہ کسی اخروی زندگی کے قائل نہیں۔ ان خیالات کی نشر و اشاعت کے لئے ان کی سوسائٹیاں قائم ہیں، جنہیں جمعیت منکرین (UNION OF THE GODLESS) کہا جاتا ہے"

"RELIGION UNDER THE SOVIET" — by PROFESSOR JULIUS F. HACKNER OF MOSCOW UNIVERSITY

لینن نے تیسری کل روس کانگرس منعقدہ ۲۰ /اکتوبر ۱۹۲۰ء میں جو خطبہ دیا تھا، اس خطبے کا ایک اقتباس یہ ہے :

"ہم ان اخلاقی ضابطوں کے منکر ہیں جن کی تبلیغ بورژوا طبقہ کی طرف سے کی جاتی ہے اور جو خدا کے احکام سے مستنبط ہوتے ہیں۔ یقیناً ہم کہتے ہیں کہ ہم خدا پہ ایمان نہیں رکھتے ہم ان تمام اخلاقی ضابطوں کے منکر ہیں جو مافوق البشر تصورات سے ماخوذ ہوں۔ پرانا سماج غریبوں اور مزدوروں کی نوچ کھسوٹ اور سرمایہ داروں و زمینداروں کی سرپرستی پہ قائم ہے ہمیں اس سماج کو تباہ کرنا ہے۔ ہمیں ان زمینداروں اور سرمایہ داروں کا تختہ الٹنا ہے، لیکن اس کے لئے تنظیم کی ضرورت ہے۔ خدا ایسی تنظیم پیدا نہیں کر سکتا۔

(GOD COULD NOT CREATE SUCH ORGANISATION)

اس لئے ہم کہتے ہیں کہ وہ ضابطہ اخلاق جو انسانی سماج میں باہر سے لیا گیا ہو ہمارے لئے کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ یہ ایک ڈھونگ ہے۔"

آخر میں ایک ادیب کا اقتباس بھی سن لیجئے : ARTISYBASHEV اپنے مشہور ناول "SAMINE" میں لکھتا ہے :

"خواہشات انسانی کو بلا قیود و پابندی فرو کرنا ہی عین فطرت ہے۔ اس کے لئے نہ ضمیر کی آواز کی پرواہ کرنی چاہیئے اور نہ ہی خدا اور انسانوں کے وضع کردہ اصولوں سے خائف ہونا چاہیئے۔ بادہ نوشی یا کسی عورت سے جنسی تعلقات میں کوئی ایسی معیوب بات نہیں جس سے انسان خواہ مخواہ شرماتا پھرے۔ تند و تیز مے نوشی، ہیجان خیز جذبات اور عورت سے جنسی ربط فطری جذبات ہیں اور جو چیز فطری ہو وہ کیسے ناجائز ہو سکتی ہے۔"

یہ ہیں معروف "سوشلزم" کے افکار و خیالات! اب ایک ایسی ترکیب کیسے وضع کی جا سکتی ہے جو متناقض مفہومات پہ مشتمل ہو، ایک طرف تو ایک ایسے معروف مفہوم پہ قائم ہو جس سے خدا، رسالت، آخرت اور شریعت کا انکار لازمی ہو اور دوسری طرف اس اصطلاح سے "معاشی مساوات" کا مفہوم لیا جائے۔ ایسے اسماء اور اصطلاحات کو ہمیں ترک کر دینا چاہیئے، خواہ ہمارا ذہن سوشلزم کے لادینی فلسفہ سے خالی ہی کیوں نہ ہو، اور ہم کتنی ہی نیک نیتی سے معاشی مساوات کے خواہاں ہونے کی وجہ سے اس لفظ کا استعمال کر رہے ہوں۔ نزول قرآن کے وقت مسلمان مخلصین کا ذہن بھی "راعنا" کے اس مفہوم سے عاری تھا جو کہ شرارت پسند یہودیوں کے ذہن میں تھا۔

لیکن اس آیت کریمہ میں یاایھا الذین امنوا کہہ کر مسلمانوں کو منع کیا گیا کہ "راعنا" کا لفظ استعمال نہ کریں بلکہ اس جگہ "انظرنا" کا لفظ استعمال کریں، کیونکہ "راعنا" کے لفظ ہی میں اشتباہ اور التباس موجود ہے۔ اس لئے ہمارے لئے لازم ہے کہ لفظ "سوشلزم" کو "اسلام" یا "اسلامی" کے لفظوں کیساتھ ترکیب دے کر نئی اصطلاح وضع نہ کریں۔ کیونکہ "سوشلزم" کے لفظ میں بھی "راعنا" "عصینا" اور "غیر مسمع" کے الفاظ کی طرح اشتباہ والتباس موجود ہے۔

ہمارا عالم دین جو سوشلزم کے ملحدانہ مفہوم سے خالی الذہن ہو کر اور اسے بے ضرر سمجھ کر صرف اس لئے یہ اصطلاح اپنا رہا ہو کہ وہ نیک نیتی سے صرف معاشی مساوات ہی کو لانا چاہتا ہے، اسے چاہیئے کہ بدوی مومن کی طرح "لا ازید و لا انقص" کہتے ہوئے اسلام کی قرآنی اصطلاح میں کسی قسم کا اضافہ نہ کرے۔ اگر اسے اسلام کے معاشی نظام کی تعبیر یا تفصیلات کے بارے میں دوسرے مکتبۂ فکر کے مسلمان علماء سے اختلاف ہے تو صاف طور پر یہ کہے کہ فلاں جماعت اسلام کے اقتصادی اور معاشی نظام کی جو تعبیر پیش کرتی ہے، اس سے مجھے اختلاف ہے۔ اس کے بعد اس اختلاف کو پیش کرتے ہوئے اسلام کے معاشی نظام کی وہ تعبیر جسے وہ حق سمجھتا ہے پیش کرے۔ لیکن اسلام کے معاشی نظام کی اپنی تعبیر کو جسے وہ پیش کر رہا ہو۔ "اسلامی سوشلزم" کا نام نہ دے۔ دوسرے "اسلامی سوشلزم" کی اصطلاح کا استعمال ہی یہ ظاہر کرتا ہے کہ "اسلام" کی اصطلاح ناکافی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام کے ذریعہ جو ضابطۂ حیات انسان کو دیا اس کا نام "الاسلام" ہے - ان الدین عند اللہ الاسلام۔ صاف فرمایا، جو شخص بھی اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا ضابطۂ حیات تلاش کرے گا، وہ قابل قبول نہیں۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ۔ جو کوئی اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کا خواہش مند ہوگا تو وہ کبھی قبول نہیں کیا جائے۔ (آل عمران : ۸۵)

اللہ تعالیٰ نے تکمیل دین واتمام نعمت کے وقت اعلان فرما دیا تھا: الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً (المائدہ ۵: ۳) مسلمانو! آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے دین "الاسلام" پسند کر لیا۔

اس لئے اسلام کے لفظ کا اصطلاح کی حیثیت سے استعمال لازمی ہے، اس کے ساتھ کسی اور لفظ کا اضافہ یا پیوند قطعاً نہیں ہونا چاہیئے اس سلسلے میں کسی دینی پیشوا یا سیاسی لیڈر کا کوئی قول یا تحریر ہمارے لئے حجت یا سند نہیں ہو سکتی کہ اس نے فلاں اصطلاح کا استعمال کیا

تھا، صرف اللہ اور اس کے رسول کی بات ہمارے لئے سند بھی ہو سکتی ہے، حجت بھی اور قولِ فیصل بھی۔

ما قصۂ سکندر و دارا نہ خواندہ ایم
از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

قرآن کی دی ہوئی اصطلاح "الاسلام" کے علاوہ دوسرے اسماء و اصطلاحات سامنے آئیں تو امت کے ایک ایک فرد کا جواب یہ ہونا چاہیئے: ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم واباؤکم ما انزل اللہ بھا من سلطان (النجم ۵۳: ۲۳) یہ صرف ایسے نام (اسماء) ہیں جو تم نے اور تمہارے بڑوں نے اختراع کر لئے ہیں۔ خدا نے قرآن کی کوئی سند نازل ہی نہیں کی۔

اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ضابطۂ حیات و کائنات اسلام ہے اور اس پر چلنے والے مسلم ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ھو سمکم المسلمین (الحج ۲۲: ۷۸) اسی نے تمہارا نام "مسلمان" رکھا۔ پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اسلام کے معاشی نظام میں کونسا خلا ہے جس کو پُر کرنے کے لئے باہر سے اور نظام درآمد کیا جائے اس خلا کی نشان دہی کی جائے تاکہ تمام دنیا جان لے۔

بواسیر ہسپتال لمیٹڈ نوشہرہ

جہاں ایک عام آدمی سے لے کر اعلیٰ افسر تک اپنا علاج کراتے ہیں

پشاور میں ایک اور شاخ

شاخ نمبر ۱ — (مردانہ) بالمقابل مسجد قاسم علی خان قصہ خوانی۔
شاخ نمبر ۲ — (زنانہ) گھنٹہ گھر کے سامنے۔

پراسپکٹس مفت طلب کریں

"بواسیر ہسپتال لمیٹڈ نوشہرہ" سے ملتے جلتے ناموں پر دھوکہ دینے والوں سے بچیں

منجانب:- عبدالرشید خان مینجنگ ڈائریکٹر بواسیر ہسپتال لمیٹڈ - تاج بلڈنگ نوشہرہ